

تو سویرا میرا

ڈاکٹر زوہا آصف

توسویر امیر ازوہا آصف

باب ہفتم

نوٹ:

اس ناول کے تمام جملہ حقوق رائٹر زوہا آصف کے نام محفوظ ہیں۔

کسی بھی فرد یا ادارے یا دوسری ویب سائیٹ کو رائٹر کی اجازت کے بغیر اس کی اشاعت کا اختیار نہیں۔

ایسا کرنے والے کے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

شکریہ

زوہا آصف

ZOHA ASIF

انتساب

ان تمام لوگوں کے نام جو اپنی اندھیروں بھری زندگیوں میں سویرے کی تلاش میں ہیں، روشنی آپ کی منتظر ہے!

ZOHA ASIF

باب ہفتم؛ کچے دھاگے

"عماد بھائی" اس کی چیخ پر وہ ہڑبڑا کر اٹھ گیا۔

"موٹو کیا ہے یار؟ کیوں نیند خراب کر رہی ہو میری" وہ آوازاری سے بولا۔

"فریزر میں جو میری چاکلیٹ رکھی تھی وہ کہاں گئی؟" اس نے غصے سے پوچھا۔

عماد نے اس کی بات سن کر کمبل منہ تک کھینچ لیا۔ سمجھ تو گیا تھا صفا اسی چاکلیٹ کی بات کر رہی تھی جو وہ کل ہبہ کو دے چکا تھا۔

"کونسی چاکلیٹ؟ میں کسی چاکلیٹ کو نہیں جانتا۔۔ مجھے سونے دو پلیز۔۔" اس کے منہ پر کمبل ڈھکے ہونے کے باعث صفا بہت مشکل سے سن پائی۔

"عماد بھائی۔۔ شرافت سے بتادیں کہ کہاں ہیں میری چاکلیٹس ورنہ میں طلال بھائی کو بتادوں گی" اس نے اپنی طرف سے دھمکی دی تھی جو کہیں نہ کہیں اثر بھی کر گئی۔

"ارے بھئی۔۔ اس سیٹھ آدمی کو مت بتانا۔۔ پہلے ہی مزدور آدمی ہوں۔ چودہ گھنٹے مزدوری کرتا ہوں پھر تھوڑی مزدوری ملتی ہے وہ میری وہ مزدوری بھی کاٹ لے گا اتنا ظلم تو مت کرو مجھ معصوم پر" عماد نے کمبل آنکھوں سے ہٹا کر اتنی مسکینیت سے کہا کہ صفا بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔

"آپ کو شرم نہیں آتی طلال بھائی کے بارے میں اتنا برا گمان رکھتے ہوئے؟ مروہ نجانے کب وہاں آئی تھی طلال بھائی کی باتیں سن کر غصے سے بولی۔

"ارے طلال بھائی کی سپون تم تو چپ کرو۔۔ مجھے معاملہ سورٹ آؤٹ کرنے دو" اس نے اسے ایک مخصوص اشارہ کیا جس کے بعد وہ بیزار ہوتی خاموشی سے وہاں کھڑی ہو گئی۔ اصل غصہ تو اسے پھر سے سپون کہنے پر آیا تھا۔

"عماد بھائی بتا رہے ہیں یا میں جاؤں طلال بھائی کے پاس؟" صفا نے آخری حربہ آزمایا جو کام کر گیا۔

"وہ میں نے کسی ضرورت مند کو دے دی تھی" اس نے جمائی روکتے ہوئے کہا۔

"کیا؟" وہ دونوں چیخ پڑیں

"ارے چیخ کیوں رہیں ہو میرے سر پر؟" اب کہ وہ بھی تنگ آ کر اٹھ کر بیٹھ گیا

"یہ ضرورت مندوں کو چاکلیٹ کون دیتا ہے یار؟" صفا نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو ماڈرن زمانہ ہے، ضرورت مند بھی ماڈرن ہو گئے ہیں اب آٹے کی بوریاں تھوڑی مانگتے ہیں وہ؟ اب تو کہتے ہیں ہمیں اس نمبر پر جاز کیش یا ایزی پیسہ کر دیں پلیز" عماد نے انہیں بڑی پتے کی بات بتائی تھی کہ پورے دو منٹ تک وہ سمجھ ہی نہیں پائی تھیں۔

اس سے پہلے انہیں کچھ سمجھ آتی وہ باتھروم میں گھس گیا تھا۔

اور بیچاری صفا۔۔ مایوس، غصے سے بھری اور خطرناک بدلہ سوچتی وہاں سے چلی گئی تھی۔ مروہ بس دونوں پر افسوس ہی کر سکی تھی۔ جو وہ ہمیشہ سے کرتی آئی تھی۔

☆☆☆☆☆

صبح کی میٹھی دھوپ اب سخت تپش اختیار کر چکی تھی، دوپہر کا وقت تھکاوٹ سے بھرپور جسم لئے وہ اب ڈرائینگ روم میں بیٹھے تھے۔ ہبہ نے انہیں جوس بنا کر سرو کیا تھا۔

"بہت شکریہ آپ دونوں کا۔۔ میں کبھی اکیلے یہ سب کام نہ سنبھال پاتی تھینک یو عماد بھائی" ہبہ نے تشکر سے اسے دیکھا جس نے عدیل کے ساتھ مل کر اس کے گھر کی شفٹنگ میں ہیلپ کروائی تھی۔

سامان ویسے بھی اتنا نہیں تھا اور اسے وہ گھر چھوڑنے کی بھی جلدی تھی اس لئے اس نے دو دنوں میں سب کچھ سمیٹ کر شفٹنگ کر لی تھی۔ اور اس میں اس کی مدد عماد اور عدیل نے کروائی تھی۔

"بھائی بھی کہہ رہی ہیں اور شکریہ بھی؟ آپ کو نہیں پتہ یہ گرامر کی مسٹیک ہے یہ دونوں ورڈز ساتھ ساتھ استعمال نہیں ہوتے؟" وہ یوں بولا جیسے بہت ہی ضروری انفارمیشن اسے بتائی ہو مگر اتنی سنجیدگی سے کی گئی غیر سنجیدہ بات پر وہ ہنس دی۔

"پھر بھی۔۔ بہت مدد کروائی ہے آپ دونوں نے میری۔ جزاک اللہ" اس نے دل سے کہا۔

"کوئی بات نہیں آپ کے لئے ہم اتنا تو کر ہی سکتے ہیں ہبہ" عدیل نے بتیسی کی نمائش کرتے ہوئے کہا

ہبہ کہنے پر عماد نے اسے ٹہوکا مارا

"میرا مطلب ہبہ باجی۔" اس کے بگڑے منہ سے کہنے پر ہبہ نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی روکی۔

اسے لمحے فوزیہ بھی وہیں آ گئیں۔

"بیٹا آپ دونوں کھانا کھا کر جانا۔۔ بہت محنت کی ہے آپ دونوں نے ایسے نہیں جانے دوں گی میں" انہوں نے خلوص سے کہا تو عماد مسکرا کر منع کرنے ہی والا تھا جب عدیل بول پڑا

"جی جی آنٹی۔۔ ضرور۔" عماد نے اس کو زبردست گھوری سے نوازا۔

"ہبہ چلو بیٹے کھانا تیار ہے۔۔ آپ لوگ منہ ہاتھ دھولیں۔" انہوں نے پہلے ہبہ اور پھر ان دونوں سے کہا

"جی جی آنٹی۔۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

آج تو واقعی وہ دونوں اچھا خاصا تھک گئے تھے، سامان اتنا نہیں تھا مگر تھا تو۔۔ دونوں لڑکوں نے مل کر سارا سامالوڈ کروایا، پھر انلوڈ اور پھر سیٹنگ کرنے میں بھی ہبہ کی مدد کی تھی، صفائی وہ ایک دن پہلے آکر کر چکی تھی اس لئے بس انہوں نے سامان لا کر فوراً سیٹ بھی کر دیا تھا۔

اب وہ ہبہ کے گھر سے کھانا کھا کر نکلے تھے۔

"ہاں بیٹے کیا چل رہا ہے دماغ میں؟" عماد نے گاڑی چلاتے ہوئے ساتھ بیٹھے عدیل کو تیوری چڑھائے پوچھا

"کیا مطلب کیا چل رہا ہے کچھ بھی تو نہیں؟" وہ سمجھ کر انجان بنا

"ایسا کچھ سوچیں بھی مت عدیل۔۔ میں اپنے بھائی کی عزت پر کسی کو نظر نہیں رکھنے دوں گا۔۔ اپنے بیسٹ فرینڈ کو بھی نہیں" اس کے سختی سے کہنے پر عدیل نے تھری سکسٹی ڈگری گھوم کر اس کا چہرہ دیکھا جہاں اس وقت سنجیدگی چھائی تھی۔۔

"کیا مطلب ہے تیرا بھائی؟؟" وہ واقعی حیران اور پھر پریشان تھا۔

"مطلب وہی جو تو سمجھ گیا میں دوبارہ نہیں سمجھاؤں گا بس تیری کُٹ لگاؤں گا اب اگر تو نے ایسا کچھ سوچا یا ڈینٹونک کی کمرشل ہبہ باجی کے سامنے پیش کی تو" اس کے غصے سے کہنے پر عدیل نے تھوک نگلا۔

دو سال میں اس نے پہلی بار عماد کا یہ نیا روپ و انداز دیکھا تھا جس کا مطلب یہی تھا کہ بات واقعی سیریس تھی۔

"مگر ایک بات سمجھ نہیں آئی۔۔" وہ بولا

"ہمم" اس نے سوال کرنے کی اجازت دی۔

"یہ طلال بھائی کی عزت کا ہبہ سے کیا لنک ہے؟" اس نے فلو میں دوبارہ ہبہ بولا

عماد نے اسے مزید سختی سے گھورتے ہوئے ابرو اچکائی

"ہبہ باجی" اس نے منہ بنائے کہا تھا عماد کے چہرے پر ایک لطیف مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"ساری رات بیٹھ کر سوچ کہ کیا لنک ہو گا ڈھکن کہیں کا" اس نے اس کے سر پر چپت لگائی اور واقعی اسے خود سے سوچنے کے لئے چھوڑ دیا۔ ہبہ کے گھر سے بخاری ولا تک کا سفر تھا بھی پندرہ منٹ کا جو اس گفتگو کے ساتھ ہی ختم بھی ہو گیا تھا۔

گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے وہ اسے یوں ہی سوچوں میں غرق چھوڑ کر اندر چلا گیا تھا۔ باقی رہ گیا عدیل جو مسلسل یہ پہیلی سلجھانے میں الجھا تھا۔

☆☆☆☆☆

مارچ کی پہلی خوبصورت صبح کا اجالا آنکھوں کی خیرا کر رہا تھا نرم سی دھوپ اور مدھم رفتار سے چلتی ہواؤں نے موسم مزید خوشگوار بنا دیا تھا۔

اس نے مسکرا کر کھڑکی کی جانب دیکھا، موسم کی خوشگواری نے اس کے دل کو بھی مسرت بخشی تھی۔

خالدہ کو ناشتے سے پہلے ایکسرسائز کروانے وہ ان کے کمرے میں موجود تھی۔ اس نے آرام آرام سے مس ہما کے بتائے ہوئے انسٹرکشن پر عمل کرتے ہوئے ان کا پریکٹس سیشن شروع کیا۔

ان کے ہاتھوں پر روبوٹک ہینڈ گلوز چڑھائے تھے انگلیوں کی درست جگہ سیٹ کر کے اس نے کنٹرول یونٹ آن کیا تھا۔

موبائل ایپ پر ٹائمر اور سیٹنگ کر کے اب وہ وہاں کھڑکی کے پاس کھڑی مسکرا کر باہر کا منظر دیکھ رہی تھی۔

جیسے ہی ہوا کا جھونکا آتا وہ لان میں لگے پودوں اور پھولوں کو اپنے ساتھ لہرانے پر مجبور کر دیتا۔

ہوا کی یہ مستی بھری مسکراہٹ اسے بھلی لگتی اور وہ مسکرانے لگتی۔

نجانے موسم اتنا خوبصورت تھا یا مسکراتی ہوئی وہ طلال سمجھ نہیں پایا۔

وہ جو آفس جانے سے پہلے خالدہ کو ملنے آیا تھا، اس کی نظر جیسے ہی اس خوبصورت لڑکی کی خوبصورت مسکان پر پڑی تو پلٹا بھول گئی۔

کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے؟ اور پھر سارا کا سارا کیسے ہو سکتا ہے؟

اس سے پہلے وہ ویسے ہی چپ چاپ وہاں سے نکلتا ہمیشہ کی طرح ایک زوردار آواز نے اس کا طلسم اور ہبہ کا ارتکاز توڑا تھا۔

"پکڑ لیا بچو!" یہ عماد ہی تھا جو ہمیشہ کی طرح اس کے خوبصورت منظر میں خلل ڈال چکا تھا۔

طلال نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔ ہبہ بھی فوراً خالدہ کی جانب متوجہ ہوئی۔

"کیا ہوا عماد؟" وہ سختی سے زیادہ بیزاری سے بولا۔

"آپ ہبہ باجی کو تاڑ رہے تھے میں نے سب دیکھ لیا۔" اس کے یوں کہنے پر کمرے کے اندر خالدہ کی مشین اتارتی ہبہ نے مڑ کر طلال کو دیکھا جس نے شرمندگی سے چہرہ گھمایا۔

"کیا بول رہے ہو عماد تم؟" اس نے غصے سے اسے دیکھا۔

غصے کا اثر بھی ہوا اس لئے ہبہ کو ان کی جانب دیکھتے پا کر اس نے بات سنبھالنے کی کوشش کی۔

"میرا مطلب آپ دیکھ رہے تھے کہ وہ فیزیو تھیراپی سیشن ٹھیک سے کر رہیں تھیں یا نہیں" اس نے خجل ہوتے ہوئے کہا۔

کبھی جو یہ لڑکا بولنے سے پہلے سوچا کرے۔ طلال بس سوچ ہی سکا۔

وہ ایک نظر اس پر ڈالتا باہر جانے ہی والا تھا جب عدیل بھاگتا ہانپتا ادھر آیا۔

"اوئے عماد۔۔ مجھے سمجھ آ گیا وہ سین" اس نے لمبے لمبے سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔

اب شرمندہ ہونے کی باری عماد کی تھی۔

نہیں عدیل۔۔ ابھی نہیں۔۔ ابھی کچھ مت کہیں۔۔ پلیز بھائی۔۔

آنکھوں کے ذریعے عدیل کو بات سمجھانے کی کوشش کی گئی تھی مگر وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ ہی کہاں رہا تھا؟

"ہاں چل باہر۔۔ میں سنتا ہوں" عماد نے اسے اپنے ساتھ گھسیٹا۔

"نہیں یار۔۔ مجھے سمجھ آ گیا کہ ہے تو میری بارسن" اس نے اپنا آپ اس سے چھڑانا چاہا مگر عماد اس کو زبردستی اپنے ساتھ گھسیٹتے وہاں سے لے گیا۔

ایک بھنڈ وہ مار چکا تھا دوسرے کی گنجائش نہیں تھی۔۔ طلال سے پٹنے کی تو بالکل بھی نہیں اس لئے وہ احتیاط برتتا عدیل کو وہاں سے کھینچ کر لے گیا تھا۔

ZOHA ASIF

☆☆☆☆☆

"ہاں بتا اب کیا کہہ رہا تھا؟ اور اب خالی دماغ کا استعمال کیا کر بلکہ یہ میں بھی کیا کہہ رہا ہوں دماغ خالی ہے جبھی تو کام نہیں کرتا۔ گدھا کہیں کا" عماد نے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا۔

وہ اسے کھینچتے ہوئے لان میں لے آیا تھا، ورنہ عدیل سے کچھ بعید نہیں تھی کہ وہیں طلال کے سامنے ہی ان کے درمیان کی گفتگو کھول دیتا۔

"ابے میری اتنی بے عزتی کیوں کر رہا ہے تو؟" وہ برا مانتے ہوئے بولا۔

"تجھے میں نے کب یہ بات کہی تھی؟" عماد نے پوچھا۔

"پرسوں جب ہم ہبہ کے گھر سے لوٹے تھے" اس نے روانی میں کہا پھر عماد کی سخت گھوری پر دوبارہ جملہ درست کیا

"ہبہ باجی کے گھر سے" اس کے دوبارہ کہنے پر عماد نے اثبات میں سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو ہاں اب ٹھیک ہے۔

"اور کیا ٹائم تھا تب؟" عماد نے اسے دیکھتے پوچھا۔

"امم۔۔ قریباً 4 بجے شاید" عدیل پرسوچ انداز میں کہہ رہا تھا۔

"ہاں اور تو نے اس بات کا جواب کب آکر دیا مجھے؟"

"ابھی تو دیا نہیں ہے" عدیل معصومیت کی حد کراس کرتے بولا۔

"Exactly" عماد نے ناک پر سے مکھی اڑائی۔

"کیا مطلب؟" عدیل نے بھولے پن سے پوچھا۔

"مطلب کہ کہا جاتا ہے کہ گدھوں کو ایک دن کوئی بات بتاؤ گے تو اس سے ٹھیک چوبیس گھنٹے یعنی اگلے دن ان کی عقل میں بات آئے گی۔۔ اور تیرا ٹائم تو گدھوں سے بھی اوپر ہو گیا۔ اب تو بیٹھ کر اس پر ریسرچ کر بھائی کہ تیرا شمار کس کیٹیگری میں ہوتا ہے" وہ اسے دلاسہ دینے والے انداز میں کہہ کر کندھا تھپک کر جانے لگا۔

"بات سن" عماد نے جاتے جاتے اس کی آواز سنی۔

وہ مڑ کر فاتحانہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

عدیل چند قدم بڑھا کر اس کے قریب آیا، براہِ راست اس کی آنکھوں میں دیکھا اور

"ابھی اپنے جملے میں تو نے مجھے اپنا "بھائی" کہا۔ یعنی جو محنت تو نے مجھے لتاڑنے میں کی وہ سب پل بھر میں تو نے خود ہی مٹی کر دی" اب مسکرانے کی باری عدیل کی تھی۔ اور عماد کی مسکراہٹ لمحوں میں سمٹی تھی۔

"اور ہاں" عدیل نے ٹھیک ویسے ہی عماد کے کندھے پر ہاتھ رکھا جیسے کچھ لمحے پہلے عماد نے رکھا تھا۔

"مجھے سمجھنے میں اتنا ٹائم نہیں لگا، بس تمہیں بتانے میں جان بوجھ کر دیری کی تا کہ تمہاری یہ جیتنے والی خوشی دیکھ سکوں میرے یار" وہ ہنستا ہوا کہہ کر اس کے گال کھینچنے لگا۔

"میں تجھے چھوڑوں گا نہیں عدیل کے بچے" عماد غصے سے چیخا۔

"پہلے پکڑ تو لے میرے بچوں کے باپ کو" وہ اسے منہ چڑاتا لان کی دوسری جانب بھاگا، اور اسے پکڑنے کی ارادے سے عماد اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

☆☆☆☆☆

"مس نایاب۔۔ صابرہ کی طبیعت ناساز ہے کیا آپ پلیز لیمین ایڈ بنا دیں گی بہت گرمی ہو رہی ہے؟" صفا نے آکر اتنی معصومیت سے اس سے کہا کہ وہ شک بھی نہ کر سکی۔

آج آفت گینگ (آدھی) نے پلان کیا تھا کہ وہ مس نایاب کو یہاں سے جانے پر مجبور کر ہی دیں گے۔ اس لئے انہوں نے ایسا پرینک سوچا تھا جو ہبہ کے وہم و گمان میں بھی نا آئے۔

"مگر۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"وہ طلال بھائی کے سر میں درد ہے گرمی بھی اتنی ہو گئی نا۔۔" اس نے اتنی سادگی سے کہا کہ ہبہ اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"مگر سر درد میں لیمن ایڈ؟" ہبہ نے ناسمجھی سے صفا کو دیکھا۔

"ہاں ناجب بھی ان کے سر میں درد ہو وہ لیمن ایڈ ہی پیتے ہیں اگر آپ بنا سکتی ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ صابرہ کو بلا لاتی ہوں میں ان سے تو چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔ پر چلو کوئی بات نہیں"

اس نے آج بھولے پن کے تمام ریکارڈ توڑے تھے۔

اور وہ ہبہ معصوم اس کی ایموشنل مینو پلیشن میں آ بھی چکی تھی۔

"ارے نہیں انہیں رہنے دو آپ۔۔ میں بنا دیتی ہوں کوئی مسئلہ نہیں" سمجھ میں نہیں آ رہا تھا معصوم صفا تھی یا ہبہ کو اس کی باتوں کی صفائی میں فوراً آ گئی تھی۔

حیرت تو اسے انتہا کی تھی ابھی صبح ہی صابرہ روٹین کے سارے کام معمول کی طرح کر رہی تھی پھر اچانک سے اتنی طبیعت خراب ہونا سمجھ سے باہر تھا۔۔ لیکن پھر بھی وہ اس کے کہے مطابق لیموں فریج سے نکال لائی تھی۔

"تھینک یو۔۔ آپ بہت اچھی ہیں۔ تائی اماں کے کمرے میں لے آیئے گا وہ وہیں پر ہیں" اس نے پھر اتنی نرمی سے کہا کہ ہبہ نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"اور ہاں آئس کیوبز ضرور ڈالیے گا انہیں ٹھنڈا پسند ہے" آخری بات کر کے وہ وہاں سے چل دی۔

اس کی بات سن کر اس نے فریزر سے آئس کیوب ٹرے نکالی۔۔ آئس کیوبز جگ میں انڈیل کر اب وہ ٹرے میں رکھ رہی تھی۔

دو گلاس ساتھ میں رکھے اور خالدہ کے کمرے کی جانب قدم بڑھائے۔

وہاں خالدہ کے کمرے میں رکھی گئیں کرسیوں پر طلال اور عماد دونوں موجود تھے۔

"یہ کیا لائیں ہیں ہبہ باجی؟" عماد نے چہکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ طلال سر نے لیمن ایڈ منگوایا تھا" اس نے معصومیت سے جواب دیا۔

اس کے یوں کہنے پر عماد نے منہ موڑ کر اسے دیکھا جس نے نا سمجھی سے شانے اچکائے۔

"ویسے تو میں نے نہیں منگوایا مگر اب آپ بنا لائیں ہیں تو آپ کی محنت تھوڑی ضائع کی جا سکتی ہے؟" طلال نے دھیمے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کے نرم لہجے، خوبصورت بات اور دھیمی مسکراہٹ پر عماد کا پہلے سے مڑا منہ مزید مڑا اور گردن میں بل پڑ گیا۔

"افففف۔۔ ایک تو آپ اتنے شاک دیتے ہیں اور میری گردن پر بل پڑ جاتے ہیں" وہ درد سے بلبلا اٹھا۔ اپنی گردن مسلتے ہوئے بولا تھا۔

"تم ہر معاملے میں ٹانگ بھی مت اڑایا کرو ورنہ اس میں بھی کچھ بل (ڈنڈوں سے) پڑیں گے" اس نے اس کی بات پر منہ بنایا اور ایک ہاتھ سے گردن سہلاتے ہوئے دوسرے سے لیمن ایڈ کا گلاس پکڑا۔

ان دونوں کی باتوں پر ہبہ زیرِ لب مسکرانے لگی۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک گلاس طلال کی جانب کیا۔

"یہ کیا ہے ہبہ باجی؟؟" وہ حیرت سے چیخ پڑا۔ اس کے چیخنے پر طلال سے زبردست گھوری پڑی کیونکہ خالدہ سو رہی تھیں

"کیا مسئلہ ہے عماد اب؟" ہبہ کے کچھ کہنے سے پہلے طلال دبے دبے غصے سے بولا۔

"آپ خود دیکھ لیں" عماد نے اپنا گلاس ان دونوں کی جانب کیا۔

جہاں لیمن ایڈ کے گلاس میں آئس کیوب کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا باقی تھا اور اسی ٹکڑے کے ساتھ ایک نقلی مکڑی لٹک رہی تھی، اس کی ایک ٹانگ ابھی بھی آئس کیوب میں پھنسی تھی جو ابھی میلٹ نہیں ہوئی تھی ورنہ وہ پوری اس گلاس میں تیر رہی ہوتی۔

ہبہ نے شاک میں آتے ہوئے نیچے ٹیبل پر رکھے جگ کا ڈھکن اٹھا کر دیکھا وہاں اب آئس کیوبز کی جگہ چھوٹی بڑی مکڑیاں تیر رہی تھیں۔

اس نے آنکھوں میں بے ساختہ آنسو آ گئے۔

"مگر۔۔میں نے۔۔تو۔۔" ہبہ نے بیان کرنا چاہا۔

"ہمیں معلوم ہے آپ نے کچھ نہیں کیا" وہ دونوں ایک ساتھ بولے۔

"ہبہ نے ڈبڈبائی نگاہیں اٹھا کر طلال کو دیکھا۔

طلال کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا۔

"بھائی آپ انہیں دیکھیں میں آتا ہوں" اس نے اپنا والا گلاس اٹھایا اور ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

☆☆☆☆☆

وہ تینوں بظاہری طور پر بیٹھی پڑھائی کر رہی تھیں مگر اندر ہی اندر محظوظ بھی ہو رہی تھیں۔

"آپ کو کیا لگتا ہے فروہ آپی ابھی تک پتہ چل گیا ہو گا؟" صفا نے شرارت سے اسے دیکھا۔

"پتہ چل گیا ہو گا؟ ابھی تک طلال بھائی سے انہیں اچھی خاصی ڈانٹ پڑ چکی ہو گی" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"لیکن یہ تو غلط بات ہے نا۔۔ان کی کیا غلطی ہے اس میں؟" مروہ نے کچھ کہنا چاہا مگر ان دونوں کی تنبیہی نگاہ سے وہ وہیں چپ کر گئی۔

"تم ہمیں غلط صحیح مت سکھاؤ بس جو ہو رہا ہے اسے انجوائے کرو" فروہ نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔

"مگر جو غلط ہے وہ غلط ہے، اور غلط کے خلاف نہ بولنے والا اور خاموش رہنے والا بھی غلط ہوتا ہے فروہ آپی" اس نے اسے اپنی بات سمجھانی چاہی۔

چاہے وہ اسے کتنی ہی عزیز تھی، مگر پھر بھی وہ اپنے ضمیر کی آواز کو سلانا نہیں چاہتی تھی۔۔

اس سے پہلے فروہ اسے سخت سست سناتی عماد نے دھڑام سے دروازہ کھولا

اس بلند آواز پر وہ تینوں اپنی اپنی جگہ اچھل پڑیں۔

"فروہ؟" وہ اتنی نرمی سے بولا کہ فروہ کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔

کچھ تو گڑبڑ تھی۔ مروہ اور صفا بھی مشکوک نگاہیں عماد اور فروہ پر رکھے ہوئی تھیں۔

"یہ دیکھو میں تمہارے لئے کیا لایا؟" وہ اس کی جانب گلاس بڑھاتے ہوئے بولا۔ فروہ نے تھوک نگلا۔

گلاس ڈیزائن والا ہونے کے باعث وہ اندر کیا تھا نہیں جان پائی مگر پھر بھی کسی انہونی کا احساس اسے شدت سے ہوا تھا۔

"لو نا دیکھ کیا رہی ہو؟" وہ اتنے نرم لہجے میں بولا کہ اب باقی دونوں کو بھی اس کے ایکسٹرا نرم رویے پر شبہ ہونے لگا۔

اس نے ایک نظر صفا مروہ کو دیکھتے ہوئے اس کے ہاتھ سے گلاس تھاما۔

"مگر یہ ہے کیا اور تم کیوں اتنے مہربان ہوئے ہو مجھ پر؟" وہ شک سے گلاس کے اندر دیکھنے کے بجائے عماد کو دیکھ رہی تھی جس کا غیر معمولی رویہ اسے پریشان کر رہا تھا۔

"خود دیکھ لو" اب کے جو مسکراہٹ عماد کے چہرے پر تھی اس کی پوری دنیا میں کوئی اور مثال نہیں تھی۔

اس نے گھبراتے ہوئے ایک نظر گلاس کے اندر ڈالی اور پھر اس ایک نظر کے بعد

کمرے میں زوردار چیخ کی آواز سنائی دی اور لمحوں میں لیمین ایڈ سے بھرا شیشے کا گلاس زمین بوس ہوا تھا۔

وہ شاک کی کیفیت میں کبھی عماد کو دیکھتی تو کبھی ان کرچیوں کو جو وہاں جگہ جگہ موجود تھیں۔

"محسوس کرو جو دوسروں کے ساتھ کرتی ہو، وہ جب اپنی ذات کے ساتھ ہو تو کیسا لگتا ہے" اس نے سرد لہجے میں کہا اور وہاں سے تن فن کرتا باہر نکل گیا۔

اس کے لہجے کی کاٹ نے فروہ کا روم روم جلا دیا تھا۔

ابھی تو اس نے محبت کا میٹھا سرور بھی اچھے سے محسوس نہیں کیا تھا کہ محبوب کی بے رخی کا گہرا زخم دل پر لگا دیا تھا۔

اس نے بس ہبہ کو باہر نکالنے کو سوچا تھا مگر اسے یہ تو معلوم ہی نہیں تھا اس سفر میں جسے وہ اپنا ہمسفر مان چکی تھی وہی اس کا ساتھ چھوڑ کر اسے انگاڑوں پر چلنے پر مجبور کر دے گا۔

اس نے لب کاٹتے ہوئے ان دونوں کو دیکھا جو سارے تماشے میں خاموشی سے ان دونوں کو دیکھتی رہی تھیں اور پھر کمرے سے باہر نکلی اس بات سے بے خبر جو وہ کرنے جا رہی ہے وہ اس کے لئے عمر بھر کا پچھتاوہ بن سکتا ہے۔

ZOHA ASIF

☆☆☆☆☆

طلال نے گہری سانس لے کر ہبہ کو دیکھا جو خود کو رونے سے باز رکھنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

"ادھر آئیں" اس نے آہستگی سے پکارا۔

ہبہ چپ چاپ سوں سوں کرتے اس کے برابر میں رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"یہ لیں" اس نے اپنے کوٹ کی پاکٹ سے ایک صاف ستھرا ٹیشو اس کی جانب بڑھایا۔

یک دم اسے لان میں ہونے والی عماد کے ساتھ کی ملاقات یاد آئی، لبوں پر مسکراہٹ بکھری۔

"ارے؟ آپ روتے ہوئے ہنس رہی ہیں؟" اس نے ذرا حیران ہو کر اس کے چہرے کو دیکھا۔

سفید گلابی چہرا، بھوری آنکھیں جو رونے سے سرخ ہو چکی تھیں اور پھر کندھے تک آتے بھورے بالوں کو ہیئر کیچ کے ذریعے پیچھے سیٹ کیا ہوئے تھے۔

"وہ۔۔" اس نے عماد والی بات اس کے گوش گزار کی۔ طلال مسکرا دیا۔

"خیال رکھتا ہے میرا بھائی آپ کا" اس نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے کہا۔

"آپ بھی تو میرا اتنا خیال رکھتے ہیں۔" اس نے بے دھیانی میں بولا اور۔۔۔

طلال نے بے یقینی سے اسے دیکھا، ہبہ نے بھی سمجھ آنے پر ایک لمحے کو سر اٹھا کر اپنے برابر بیٹھے طلال بخاری کو دیکھا۔ جس کے لب مسکرا رہے تھے اور آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"میرا مطلب۔۔" ہبہ نے بات سنبھالنا چاہی مگر۔۔ منہ سے نکلے الفاظ کمان سے نکلے تیر کے برابر ہوتے ہیں جو ایک بار نکل جائیں تو دوبارہ پلٹتے نہیں۔

"جی کیا مطلب تھا آپ کا؟" اب معصوم انداز طلال بخاری کا تھا جو ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھے پوری طرح محظوظ ہوتے ہوئے اپنے سامنے بیٹھی اس نروس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

"وہ۔۔ میں۔۔ آپ" اسے سمجھ نہیں آیا کیا کہے اور کیا نہ کہے۔

"جی جی؟" طلال چند انچ اور قریب آیا۔

"آپ بہت اچھے ہیں، بہت خیال رکھتے ہیں جیسے آپ نے میرے پیرنٹس کا بھی رکھا۔ میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں" اس نے بہت ہمت کر کے کہا۔

اتنا پیارا انداز، دلنشین لہجہ، اور مٹھاس بھرے الفاظ

افففف!

سننے والے کے دل کو قرار مل گیا۔

طلال نے اسے گہری مسکراہٹ سے ہبہ کو دیکھا۔ اس نے بھی گھنی پلکوں کی جھالڑ اٹھا کر اسے دیکھنے کی جسارت کی۔

اس کا وہی شوقین انداز اور وارفتگی سے تکتی آنکھیں ابھی تک ہبہ کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

"یہ سب تو میرا فرض ہے" اس نے ہلکے سے مسکراتے ہبہ کو دیکھا۔

"مگر میرا یا میرے پیرنٹس کا خیال رکھنا آپ کا فرض کیسے ہوا؟" وہ سادگی سے پوچھنے لگی۔

"پھر کبھی بتاؤں گا" اس نے بات گول مول کر دی۔

نظریں ابھی بھی ہبہ کے چہرے پر ٹکی تھیں۔ اس نے ایک بار نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا، وہ ابھی بھی براہِ راست اس کی نگاہوں میں تک رہا تھا، وہ اب اس کی نظروں سے کنفیوز ہونے لگی تھی۔

چند ثانیے یونہی خاموشی کی نظر ہوئے۔ پھر سے نگاہیں اٹھائیں گئیں تو اسے یونہی محویت سے تکتا پایا۔

ہبہ اس سے نظریں ملانے کی طاب نہ لا سکی اور۔۔

بغیر کچھ بولے وہاں سے کھسک گئی۔

اس کے چوری سے کھسکنے پر طلال دل کھول کر ہنس دیا مگر ہنسی کو بریک تب لگی جب خالدہ بیگم کی آنکھیں کھلی دکھائی گئیں۔

"مر گئے!"

☆☆☆☆☆

کیچن میں آکر اس نے بے ساختہ اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا، دل کی دھڑکنیں اتنی بلند اور بے قابو تھیں کہ اسے لگا جیسے ابھی دل شریانوں کی ساری حدیں پار کر کے باہر نکل آئے گا۔ یہ بے ربط دھڑکنیں وہ کانوں تک محسوس کر سکتی تھی۔

اس کا پورا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا جیسے وہ کوئی جنگ کا محاظ پار کر کے آئی ہو، سرخ قندھاری انار جیسے گال اس وقت ایسے سرخ تھے جیسے بلش کا سارا ڈبہ اس پر انڈیل دیا گیا ہو۔

اس نے لمبا سانس لیتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھامپا ایسا لگا جیسے پوری باڈی ہیٹ اپ ہو رہی ہو، چند ثانیے یونہی گزر گئے۔

اس نے اپنے آپ کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔۔ آہستہ آہستہ یہ فیلنگز اور ان کا اثر دھندھلانے لگا۔

اس نے فریج سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکالی اور گلاس میں ڈال کر پینے لگی۔

"مجھے بھی دیں" عماد کی اچانک آواز پر وہ جھٹکا کھا کر مڑی

بغیر کچھ کہے اسے ٹھنڈے پانی کا گلاس تھمایا۔

چہرے پر چھائی غیر معمولی سرخی اسے کچھ غلط ہونے کا احساس دے رہی تھی،

"چہرے کی جانچ پڑتال کر لی ہو تو اور ایک گلاس دیں" سنجیدگی سے کہی گئی بات پر وہ سر ہلاتے دوبارہ اس کے ہاتھ میں پکڑے گلاس میں پانی ڈالنے لگی۔

"عماد بھائی آپ غصے میں ہیں؟" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"نہیں میرا خوشی سے ناچنے گانے کو دل کر رہا ہے" اس کے سڑے ہوئے جواب پر ہبہ معصومیت سے اسے دیکھنے لگی۔

"خوشی تو تمہیں ویسے ہی اس کے پاس بہت ہوتی ہے" جانی پہچانی غصیل زنانہ آواز پر وہ دونوں مڑے تھے۔

عماد نے نا سمجھی اور ہبہ نے پریشان ہو کر اسے دیکھا تھا۔

"کیا کہہ رہی ہو فروہ؟" وہ الجھی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"یہی کہ وہ سب جھوٹ تھا، اس دن جو تم نے ہمدردی دکھائی تھی وہ سب جھوٹ تھا۔ تم تو۔۔" وہ غصے سے چیختی ذرا لمحے بھر کو رکی۔

ہبہ اور عماد دونوں ساکت ہوئے تھے۔

غصے نے اس کے سوچنے سمجھنے کی سب صلاحیتیں سلب کر لی تھیں، اسے بس اس بات کا دکھ کھائے جا رہا تھا کہ عماد نے اگر اس کے ساتھ پرینک کیا تو ہبہ کی وجہ سے۔ ہبہ کو ڈیفینڈ کرنے کے لئے، اس کا بدلہ لینے کے لئے۔۔

اور یہ بات وہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔ جلن، غصہ، حسد کیا نہیں تھا جو اس نے محسوس کیا تھا۔

وہ جتنا سوچتی جاتی اتنا ہی غصے سے پاگل ہوتی اور اب اسی غصے میں وہ ہبہ کی خبر لینے پہنچی تھی جہاں عماد کو اس کے ساتھ موجود دیکھ کر اس کا غصہ آخری حد پار کر گیا تھا۔

"تم ہر لڑکی کو یونہی ہمدردی دکھاتے ہو، پہلے مجھے پریشان دیکھا تو مجھے دکھائی، پھر اسے؟" وہ جذباتی ہو کر ہبہ کی جانب بڑھی مگر عماد کے درمیان میں آنے پر استہزایہ انداز میں ہنسنے لگی۔

"اسے تو پریشانی بھی نہیں کوئی، پھر کیوں اس کے ساتھ ایسی ہمدردی رکھتے ہو تم؟ کیوں رکھتے ہو اس کا اتنا خیال ہے؟ ہاں بولو؟" وہ ہزیانی کیفیت میں چیختی جا رہی تھی۔

عماد نے سائیں سائیں ہوتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھا۔

"تم میرے کردار پر انگلی اٹھا رہی ہو فروہ؟" وہ دھیمے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

ایسی تلخ باتیں کرنے کے بعد اس کا حد سے زیادہ دھیما لہجہ؟ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"مم۔۔" وہ پل بھر کو سہمی۔

"کیا تم نے ابھی ابھی میرے پاک کردار پر کیچڑ اچھالا ہے؟" اس کی آواز ذرا سی بلند ہوئی مگر انداز و لہجہ اب بھی وہی تھا نرم اور سنجیدہ۔

"نہیں۔۔ میرا ایسا مطلب۔۔" وہ فوراً پچھتائی، غصے، جذبات اور جلن میں اس نے یہ کیا کر دیا تھا؟

"آج کے بعد میرا تم سے اگر کوئی رشتہ تھا بھی تو وہ ختم ہوا۔ آئندہ مجھ سے یا میرے بارے میں کسی سے بات کرنے کی کوشش بھی مت کرنا فروہ اسلم ورنہ نتائج کے ذمہ دار تم خود ہو گی" وہ انتہائی سنجیدگی سے کہہ چکا تھا۔

فروہ جیسے ہوش کی دنیا میں پلٹی۔۔

"عماد۔۔ میری بات کا مطلب۔۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔ اپنی وضاحت دینا چاہتی تھی مگر عماد کی سرد نگاہوں نے اسے وہ موقع ہی نہیں دیا تھا۔

"اٹلیسٹ میری بات تو سنو۔۔ میں نے جو کہا کیا، وہ کیوں کیا میں تمہیں سب کچھ سچ سچ بتادوں گی بس ایسے مت کہو۔۔ میرے ساتھ ایسا مت کرو پلیز۔۔" کبھی کسی سے کوئی شے نہ مانگنے والی لڑکی آج اس لڑکے سے اپنے لئے ایک آخری موقعے کی بھیک مانگ رہی تھی۔

"مجھے تمہاری کسی بات میں اب کوئی دلچسپی نہیں ہے فروہ۔" عماد اس کی روح نکالتا کہہ کر جا چکا تھا۔

یہ آخری جملہ تھا جو اسے کہا گیا تھا اور پھر وہ جانے لگا تھا جب وہ دوبارہ بولی۔

"عماد؟" اس نے پر شکوہ لہجے میں اس کا نام لیا۔ صراحی دار گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ آنکھوں میں اشک واضح دکھائی دینے لگے۔ فروہ کی آنکھ سے آنسو نکل کر اس کے دائیں گال پر گرا تھا۔

عماد کو یوں لگا جیسے وہ اشک اس کے گال پر نہیں عماد کے دل پر گرا ہو مگر یہ تکلیف ان تمام تکلیفوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھی جو آج فروہ نے اسے دی تھی۔

پل بھر کو وہ رکا، مگر پھر ایسے بے حسی سے دیکھا کہ وہ تڑپ گئی۔

وہ سنگ دل بغیر اس کی کوئی وضاحت سنے وہاں سے نکل گیا تھا۔

وہ اس بے پروا شخص کو دھندلی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اور پھر بغیر کچھ کہے وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔

ہبہ نے دھچکے سے ان دونوں کو باری باری جاتے دیکھا تھا۔

کبھی کبھی ان نرم دل لوگوں کو تقدیر سب سے زیادہ تکلیف دے جاتی ہے جو ڈیسرو نہیں کرتے ہوتے۔ اور اس تکلیف کا کوئی مداوا بھی نہیں ہوتا۔ بس وقت اس پر مرحم رکھتا ہے اور وقت کا مرحم بہت عرصے بیت جانے کے بعد نصیب ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

رات کے گیارہ بج رہے تھے جب اس کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔وہ جب سے کمرے میں آئی تھی جوں کی توں لیٹی ہوئی تھی۔

نہ کسی سے بات کی تھی نا باہر گئی تھی۔بس یہیں اسی بستر میں لیٹی ہوئی تھی۔کئی بار مروہ اور صفا اسے بلانے آئی تھیں، اسے کھانے کے لئے بھی اٹھایا تھا مگر وہ بے سدھ یونہی پڑی رہی جیسے سو رہی ہو۔

اس نے ایک نگاہ بند دروازے پر ڈالی۔

اور پھر لحاف کھینچ کر اتارا۔دوپٹہ درست کرتی وہ اٹھی کمرے کا دروازہ کھولنے کے بجائے باتھروم میں گھس گئی۔

سامنے دیوار پر لگے شیشے پر نظر پڑی تو ایک تکلیف دہ مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کو احاطے میں لیا۔

مسلسل تکلیف اور رونے سے اس کی آنکھیں سرخ ہوئی ہوئی تھیں، آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے اور ان کی سفیدی پر نظر آنے والی لال لکیریں کسی گہرے دکھ کا عندیا دیتی تھیں۔

اسے نہیں یاد تھا وہ آخری بار کب ایسے روئی تھی، شاید اپنے بابا کی وفات پر۔

لیکن اس کے بعد کبھی نہیں۔کیونکہ اسے اپنی ماں اور چھوٹے بھائی کا سہارا بننا تھا۔

اور اس نے بن کر بھی دکھایا تھا۔اللہ سے شکوہ کرنا کب کا چھوڑ دیا تھا، کبھی کسی سے شکایت نہیں کی تھی۔

آج برسوں بعد اسے کسی کے رویے پر اتنی گہری تکلیف ہوئی تھی کہ منہ سے شکوہ نکلا تھا۔

شکوہ بھی کیا بس شکوہ کناں نگاہوں سے ستمگر کو دیکھا تھا۔اور بس۔۔اسے لگا جیسے اس کی سیلف رسپیکٹ کی دھجیاں بکھیر دی گئیں ہوں۔

ہاں وہ مانتی تھی کہ غلطی اس کی تھی۔اس نے سب کچھ میسڈ اپ کیا تھا۔

اپنے غصے اور جذباتی پن میں ہبہ کو بھی تکلیف دی تھی اور شاید اسی لیے عماد اتنا بھڑک گیا تھا۔

مگر وہ کیوں بھڑکا تھا ہبہ کے لئے؟

اسے تو اس کا ساتھ دینا چاہیے نا؟

چاہے وہ ٹھیک ہو یا غلط؟ اور یہیں پر وہ غلط تھی۔

جو ہر صحیح غلط میں آپ کا ساتھ دیں وہ آپ کے ساتھ مخلص نہیں ہوتے

اور یہ بات شاید فروہ کو معلوم نہیں تھی۔

مگر وہ اس تکلیف کا کیا کرتی؟ جو اس کے دل کو دھویں سے بھرتی جا رہی تھی۔

یہ تکلیف باقی سب تکلیفوں سے بھاری تھی، اسی لمحے اسے وہ لان کا منظر یاد آیا

کرب سے اس نے آنکھیں زور سے میچی تھیں جیسے آنکھیں میچ لینے سے اذیت میں کمی آجائے گی مگر ایسا نہ ہوا۔

دیکھتے ہی دیکھتے آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھرنے لگیں۔

اس نے زور سے سانس کھینچا خود کو رونے سے باز رکھنا چاہا مگر۔۔

کبھی کبھی خود پر آپ کا زور نہیں چلتا۔

آپ بے بس ہو جاتے ہیں۔

جب تکلیف کا سبب کوئی غیر ہو تو صبر کیا جا سکتا ہے۔

مگر۔۔۔

ZOHA ASIF

جب تکلیف دینے والا آپ کا اپنا ہو تو آپ کو وقت چاہیے ہوتا ہے اسے ایکسیپٹ کرنے، اور پھر اس سے ہیل ہونے میں۔

یہ کام چٹکیوں میں نہیں ہوتا، اپنوں کے دی ہوئی تکلیفوں سے نکلتے ہوئے انسان صدیاں پر محیط سفر طے کرتا ہے۔ لیکن۔۔

جب تکلیف کی وجہ غیر یا اپنے نہیں، بلکہ آپ کے خود کی ذات ہو؟ پھر مرحم کوئی نہیں رکھتا۔

جب تک سانس چلتی ہے آپ کی اپنے آپ کے ساتھ جنگ چلی رہتی ہے اور

اس کا اختتام تبھی ہوتا ہے جب آپ کی روح قبض ہوتی ہے۔

روح قبض ہونے سے پہلے تک آپ کے لئے زندگی کا لمحہ لمحہ موت کے برابر ہوتا ہے۔

ہاں کوئی قسمت والا ہوتا ہے جو ضمیر کی عدالت سے زندگی چھوٹنے سے پہلے جان چھڑوالیتا ہے۔

نجانے فروہ ان قسمت والوں میں تھی یا نہیں۔۔۔

☆☆☆☆☆

وہ خالدہ بخاری کو لنچ کروا کے واپس کیچن میں جا رہی تھی جب اس نے کیچن کے ساتھ بنے ٹی وی لاؤنج کے ادھ کھلے دروازے سے مروہ کو زور سے رجسٹر نیچے پھینکتے دیکھا اس نے حیرت سے دو قدم آگے بڑھا کر جاننے کی کوشش کی کہ آخر ماجرہ کیا تھا مروہ اس گھر کی سب سے (Calm) بچی تھی پھر اسے ایسا کرتے دیکھ کر وہ پریشان ہوئی تھی۔

"پتہ نہیں کیا مسئلہ ہے اس ٹاپک کا سمجھ میں ہی نہیں آ رہا، یوٹیوب، دوست کے وائس نوٹ سب ٹرائے کر کے دیکھ لیا مگر پھر بھی دماغ میں نہیں گھس رہا اب اگر کل ٹیسٹ میں فیل ہو گئی تو؟" وہ فرسٹریشن سے اونچی اونچی بڑبڑا رہی تھی۔

ہبہ نے اندر جانے نہ جانے کی کشمکش میں دو منٹ وہیں کھڑی رہی پھر کچھ سوچ کر اس نے لاؤنج کے ادھ کھلے دروازے پر دستک دی۔

مروہ نے مڑ کر اسے دیکھا، چہرے پر بیزاری صاف ظاہر تھی۔ وہ اس وقت لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی تھی، آس پاس ہر جگہ کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ اور وہ خود بھی ایک موٹی کتاب میں سر دیے بیٹھی تھی۔

"جی؟" وہ الجھے لہجے میں بولی۔

"امم۔۔ میں آپ کی کوئی ہیلپ کر سکتی ہوں؟" ہبہ نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔

"کیسی ہیلپ؟" مروہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"آپ کے ٹیسٹ کی تیاری میں، مجھے دکھائیں کونسا ٹاپک آپ کو سمجھ نہیں آ رہا؟ شاید میں مدد کر سکوں؟" ہبہ نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"مگر آپ میری مدد کیوں کریں گی مس نایاب؟" وہ سیریس انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"کیونکہ میرے ابا کہتے ہیں اللہ آسانیاں بانٹنے والوں کو پسند کرتا ہے، اور جو دوسروں کی مدد کرتے ہیں، اللہ ان کی مدد کرتے ہیں۔" اس کے برجستہ جواب پر مروہ لاجواب ہو چکی تھی۔

اس نے اپنے پاس صوفے پر اس کے لئے جگہ بنائی اور رجسٹر اس کے حوالے کیا۔

"یہ دیکھیں یہ پیریوڈک ٹیبل والا۔۔ اتنی بار ٹرائے کر چکی ہوں مگر کچھ پلے نہیں پڑ رہا" وہ اب رو دینے کے قریب تھی۔ ہبہ اسے دیکھ کر مسکرانے لگی۔

"ارے یہ تو بہت آسان ہے، آپ نے نیمونک کے ذریعے یاد نہیں کیا نا اس لئے مشکل لگ رہا ہے" ہبہ نے اس کے ہاتھ سے رجسٹر لیا۔

"مطلب؟" وہ نا سمجھی سے بولی، اس نے "نیمونک" کا لفظ ہی پہلی بار سنا تھا۔

"نیمونک کا مطلب ہوتا ہے کہ پڑھائی سے ریلیٹڈ کچھ ایسے ریلیٹیبل ٹرمز ملائی جائیں تا کہ ہمارے لئے یاد رکھنا آسان ہو سکے، آپ یہ اپنی خود کی بھی بنا سکتے ہیں اور انٹرنیٹ پر موجود نیمونکس بھی یاد کر سکتے ہیں۔ لیکن پیریوڈک ٹیبل کے تو آلریڈی اتنے فینمس نیمونک ہیں"

"کیا واقعی؟" مروہ حیران ہو کر اس سے پوچھ رہی تھی۔

"جی بالکل، پڑھائی اپنے لئے جتنی آسان کریں گی، اتنا ہی انجوائے کریں گی" وہ خوشدلی سے بولی۔

"آپ میری مدد کریں گی اس ٹاپک کو سمجھنے میں؟" مروہ نے اس سے پوچھا۔

ہبہ نے ایک نظر دیکھا۔

"میرا مطلب اگر آپ فری اور کنفرٹیبل ہیں تو ورنہ کوئی بات نہیں" وہ فوراً سے بولی۔

"ارے کوئی مسئلہ نہیں ہے، یہ دو گھنٹے میرے ریسٹ کے ہوتے ہیں۔ آئیں میں آپ کو کرواؤں" ویسے بھی فروہ اور عماد کی لڑائی دیکھنے کے بعد وہ خود بھی کافی ڈسٹربڈ تھی اس لئے کہیں اور دھیان لگانا بے حد ضروری تھا۔

اس نے مروہ سے اس کا رجسٹر پکڑا اور اس پر لکھنے لگی۔

ZOHA ASIF

"دیکھیں پہلے کالم کو ایسے سمجھ سکتی ہیں آپ:

یہ اس کے ایلیمنٹس ہیں:

H Li Na K Rb Cs Fr

اور اس کا فینمس نیمونک یہ ہے

"حالی نے کی رب سے فریاد"

اس سے آپ آسانی سے یاد رکھ سکتی ہیں۔"

مروہ بہت حیران اور ساتھ ہی خوش تھی۔

"واؤ مجھے تو یہ ٹرک معلوم ہی نہیں تھی۔۔ اوہ مائی گاڈ میں دو گھنٹے سے اس ٹاپک پر اتنا دماغ لگا رہی ہوں پر یاد ہی نہیں ہو رہا تھا اور اب دیکھیں منٹوں میں حفظ ہوا ہے" اس نے خوشی سے کہا ہبہ اسے دیکھ کر مسکرا دی۔

"دیکھیں اب اسی طرح دوسرا کالم بہت فنی ہے۔ اس کے ایلیمنٹس یہ ہیں:

Be Mg Ca Sr Ba Ra

اور نیمونک ہے: "بڑی مچ کا سر بڑا"

اس کے کہتے ہی وہ دونوں ہنسنے لگیں۔

اسی طرح اس نے مروہ کو باقی کا ٹیبل میمورائز کرنے میں ہیلپ کروائی، آخری ایلیمنٹ تک آتے وہ اس کی فین بن چکی تھی۔

اور وہ خود بھی بہت ریلیکس فیل کر رہی تھی۔ مروہ کے لئے آسانی پیدا کر کے اس کے اپنے لئے بھی آسانی پیدا ہوئی تھی اور اب وہ پہلے سے قدرے بہتر محسوس کر رہی تھی۔

"واؤ یار۔۔ افف میں نے اتنے گھنٹے پہلے ایویں ضائع کیے پہلے ہی آپ سے پوچھ لیتی" وہ افسوس سے بولی۔

"کوئی بات نہیں اب آپ کو جب بھی میری ہیلپ کی ضرورت ہو بتا دیجیے گا میں ضرور کروا دوں گی۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"افففف۔۔تھینک یو ہبہ باجی" اس نے تشکر اور خوشی کے مارے اسے گلے سے لگالیا۔ ہبہ نے محبت کے اس انداز پر حیران ہو کر اسے دیکھا۔ اور پھر مسکرا دی۔ یہ لڑکی اسے بخاری ولا میں سب سے پیاری لگتی تھی۔ اور آج اس کی اس سے دوستی بھی ہو گئی تھی وہ بھی مروہ کی طرح بہت خوش تھی۔

ایک کو اپنے لئے استاد ملا تھا تو دوسرے کو ایک اچھا دوست۔ اس نے مسکرا کر مروہ کو دیکھا تھا جو خوشی سے اب پیریوڈک ٹیبل ریوائز کر رہی تھی۔ اور پھر اس کی معصومیت اور خوشی دیکھ کر ہنس دی کیونکہ وہ بھی کبھی ایسی ہی تھی۔

☆☆☆☆☆

جیسے ہی شام ہوئی موسم نے اپنا رخ بدلا اور ہوا کو خوش آمدید کہا۔ بادِ نصیم بھی جوش میں آئی اور ہر سو خوشبو کی مانند پھیل گئی۔

ہلکی پھلکی دھوپ اور تیز ہوا کے جھونکوں نے موسم خوشگوار بنا ڈالا تھا۔ لان میں آتے ہی ایک ٹھنڈے ہوا کے جھونکے نے اس کا استقبال کیا تھا۔

سامنے ہی اسے وہاں عماد بیٹھا نظر آیا جس سے ملنے وہ آئی تھی۔

"عماد بھائی؟" اس نے اسے مخاتب کیا۔

مانوس زنانہ آواز پر جیسے وہ جھٹکا کھا کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا۔

"ارے ہبہ باجی؟ آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟" وہ واقعاً حیران تھا۔

اور ہبہ کے اندازے کے برعکس کافی نارمل بھی۔

"آئیں بیٹھیں" اس نے ہبہ کو اپنے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھنے کی دعوت دی۔

"وہ آپ نے صابرہ سے چائے بنوائی تھی، وہی دینے آئی تھی، وہ کوئی اور کام کر رہی تھیں انہوں نے مجھ سے فیور مانگی کہ آپ کو آپ کی چائے پیش کر دوں" ہبہ کے تفصیلی جواب پر وہ ہنس دیا۔

"ارے کیا ہوا ہنس کیوں رہے ہیں؟" وہ حیران ہو کر پوچھنے لگی۔

"آپ بہت معصوم ہیں" اس کے یوں بلا جھجھک کہہ دینے پر وہ اسے دیکھنے لگی، سمجھ نہیں آیا کیا کہے، کیا کرے۔

"پر لوگ معصومیت کا بہت فائدہ اٹھاتے ہیں" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہے گئے اس کے جملے پر عماد نے مڑ کر اس کے چہرے کو دیکھا جہاں سنجیدگی رائج تھی۔

آنکھیں سامنے لگے درخت کی شاخوں پر ٹکی تھیں جو کبھی جھول کر ایک جانب جاتیں تو کبھی دوسری طرف۔

عماد سمجھ گیا اس کا اشارہ فروہ کی باتوں پر تھا۔

"تو آپ کو لوگوں سے ڈیل کرنا آنا چاہیے۔" عماد نے سامنے ٹیبل پر رکھی چائے اٹھالی۔

"ڈیل کرنا سیکھتے سیکھتے شاید ہم خود ہی اس دارِ فانی سے کوچ کر جائیں" اس نے سر جھکائے بظاہر ہنس کر کہا تھا مگر لہجے کی بے بسی عماد نے بخوبی محسوس کی تھی۔

جس طرح وہ انڈائریکٹ مسئلہ بیان کر رہی تھی وہ بھی انڈائریکٹ ہی اس کا حل اسے دے رہا تھا۔ اگر ہبہ نے سیدھی طرح اس موضوع پر دوبارہ بات کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا تو عماد نے بھی اسے فورس نہیں کیا تھا۔

"مایوسی کفر ہے" عماد نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کے یوں کہنے پر ہبہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"مطلب؟" سوال کیا گیا۔

"مطلب واضح ہے، اگر زندگی کے کسی بھی معاملے میں اپنے رب پر توکل کرنے کے بجائے خدشات پالیں گی، مایوس ہوں گی یا ہمت ہاریں گی تو ایمان سے بھی جائیں گی" اس کے یوں کہنے پر ہبہ نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

"ایمان سے؟" وہ سہم گئی۔ ذہن میں موجود تمام فضول سوچیں لمحے میں جھٹ گئیں تھیں۔

"بالکل۔ ایمان نہیں رہے گا تو کچھ بھی نہیں رہے گا اس لئے اس ایمان کو بچانے کی خاطر ہی صحیح اپنے آپ کو مثبت چیزوں کی طرف راغب کیا کریں، اپنے آپ میں مثبت سوچیں لائیں، خوش رہنا سیکھیں، زندگی کو جینا سیکھیں گزارنا نہیں۔" عماد کے یوں سنجیدگی سے سمجھانے پر پل بھر کو ہبہ لگا جیسے وہ کسی ادھیڑ عمر شخص سے ہمکلام ہے۔

"کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں؟" عماد نے اسے اپنی جانب یک ٹک دیکھتے پا کر پوچھا۔

"کچھ نہیں آپ کی باتیں آپ کی پرسنیلیٹی سے میچ نہیں کر رہیں" وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی۔

"زندگی کے تجربات اور واقعات ہماری عمر، پسند ناپسند اور شخصیت دیکھ کر نہیں ہوتے نا" اس کے یوں کہنے پر ہبہ نے سر اثبات میں ہلا کر اس کے خیالات سے ہم آہنگی ظاہر کی۔

"آپ اپنے لئے چائے نہیں لائیں؟" اس نے ماحول پر چھائی سنجیدگی کم کرنا چاہی جس کا کافی اثر بھی ہوا۔

وہ کسی پر بھی یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اس کے دل کی اندرونی صورتحال کیا تھی۔

"امم۔۔ نہیں۔ میں نے چائے چھوڑ دی ہے" اس کے یوں کہنے پر عماد نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"چائے چھوڑ دی؟ چائے سے بے وفائی؟" وہ یوں بولا جیسے نجانے کتنے دکھ کی بات سن لی ہو۔

"اس کے انداز و الفاظ پر ہبہ کو ہنسی آگئی۔

"یہ سننے سے پہلے میں" عماد کہہ رہا تھا جب ہبہ نے اسے ٹوکا۔

"بس بس آگے مت بولیے گا" وہ معصوم فوراً پریشان ہو گئی۔

"ارے پورا سن تو لیتیں کیا کہہ رہا تھا میں" عماد نے اپنے بلاک بسٹر ڈرامے درمیان میں روکے۔

"عماد بھائی پلیز" وہ کرسی سے اٹھ گئی۔

"یہ سننے سے پہلے میں آفس کیوں نہیں چلے گیا" اس نے ہبہ کو جاتے دیکھ کر جلدی جلدی جملہ مکمل کیا۔

وہ جاتے جاتے پلٹی، نا سمجھی سے اسے دیکھا، پھر سمجھ آنے پر ہنسی اور جب ہنسی تو قہقہہ لگا کر ہنسی۔

"آپ کا کچھ نہیں ہو سکتا عماد بھائی" ہنس کر کہتے وہ اندر کی جانب بھاگی تھی۔ اور عماد اس کی حرکت پر خوش دلی سے ہنس دیا تھا۔

مگر وہیں دوسری طرف۔۔ کوئی انسان ایسا بھی تھا جس کے دل کو ٹھیس پہنچی تھی۔ گہری ٹھیس۔

جس کا دل شدید تکلیف کے کانٹوں سے بھر گیا تھا۔ اور اس نے طویل سانس لے کر کھڑکی کے پردے برابر کر دیے تھے۔

☆☆☆☆☆

کھانے کی ٹیبل پر خاموشی تھی، نارملی تو سب لوگ اپنے دن بھر کی روداد طلال کو سنایا کرتے تھے، مگر آج یہ غیر معمولی خاموشی، عماد کا سنجیدہ چہرہ اور فروہ کا بظاہر بالکل نارمل ہونا طلال کو تشویش میں مبتلا کر رہے تھے۔

کسی کو بھی ان کے درمیان کی تلخی کے بارے میں معلوم نہیں تھا سوائے ہبہ کے اور وہ اس وقت وہاں موجود بھی نہیں تھی۔

باقی سب کی طرح طلال بھی یہی سمجھا تھا کہ ان دونوں کے درمیان چھوٹا موٹا جھگڑا ہوا ہو گا جیسے اکثر ہو جایا کرتا تھا۔

"کھا نہیں رہے کچھ ؟" اس نے عماد سے پوچھا جو اس کے یوں پوچھنے پر چونک گیا۔

"ہمم ؟ کچھ کہا آپ نے بھائی ؟" وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"میں نے پوچھا کھانا نہیں کھا رہے ؟" طلال نے سنجیدگی سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"بھائی۔۔بس بھوک نہیں ہے" اس نے بہانہ بنایا۔

بہانہ اتنا صاف تھا کہ سب نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"موٹو تم کیوں نہیں کھا رہی ؟" اس نے صفا سے پوچھا۔

"کیونکہ مروہ نے میری پلیٹ سے بوٹی اٹھا کر کھالی ہے" اس نے منمناتے ہوئے کہا جس کا مسئلہ سب سے زیادہ سنگین اور نرالہ تھا۔

اس کے بچوں جیسے انداز پر سب کو ہنسی آگئی۔

مروہ نے شاک سے اسے دیکھا اور پھر صفا کو گھورنے لگی۔ اس سے پہلے وہ اپنی صفائی پیش کرتی طلال گویا ہوا۔

"کیوں لی ہے آپ نے اس کی بوٹی مروہ؟ اپنی مستی دیکھیں آپ، چاہتیں تو بوٹی چکن کی بھی لے سکتی تھیں لیکن پھر بھی آپ نے صفا کی بوٹی لینا پسند کی ؟ آپ کب سے غیر انسانی کھانے کھانے لگیں مروہ؟" طلال کے غیر سنجیدہ انداز اور پھر مزاق کرنے پر سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

اور پھر بخاری ولا کے ڈائننگ حال میں سب کے قہقہے گونجے۔ سب کو ہنستا مسکراتا دیکھ کر وہ بھی مطمعین ہو کر مسکرا دیا تھا۔

چاہے جو بھی تھا، بخاری ولا میں رونق آفت گینگ کی وجہ سے ہی تھی اور وہ پریشانیوں اور الجھنوں سے بھری اس زندگی میں یہ واحد (خیر واحد تو نہیں) خوشی کھونا نہیں چاہتا تھا۔

☆☆☆☆☆

صبح کی نرم کرنیں آسمان کے دامن سے جھانک رہی تھیں۔ ٹھنڈی ہوا میں تازگی گھلی ہوئی تھی، پرندوں کی چہچہاہٹ فضا کو زندگی بخش رہی تھی اور ہر طرف ایک نیا پن محسوس ہو رہا تھا۔ ایسے خوشگوار ماحول کا اس کے موڈ پر بھی اچھا اثر ہوا اور وہ مسکراتے ہوئے خالدہ کے کمرے کے اندر داخل ہوئی۔ مگر سامنے کا منظر دیکھتے ہی اس کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔

نظروں کے عین سامنے ہما طلال کے ساتھ مل کر خالدہ کو ٹانگوں کی ورزش کروا رہی تھی۔ پتہ نہیں کیوں اسے یہ منظر دیکھ کر دل میں چبھن محسوس ہوئی۔

"السلام علیکم" سلام ذرا بلند تھا تاکہ دونوں کو معلوم ہو سکے وہ یہاں موجود ہے۔ حرکت بچگانہ تھی مگر وجہ نہیں۔

ان دونوں نے مڑ کر سلام کا جواب دیا اور پھر سے اپنے گزشتہ عمل میں مصروف ہو گئے۔

"لائیں میں ہیلپ کروا دیتی ہوں آپ کی" اس نے ہما کو پیشکش کی۔

"نہیں طلال ہے نا تم چل کروا بھی تو آئی ہو" اس نے ہبہ کی جانب مسکراہٹ اچھالی۔

آج وہ بلو جینز اور آسمانی رنگ کے شارٹ کرتے میں ملبوس تھی، کل کی طرح بالوں کی اونچی پونی ٹیل بنائی ہوئی تھی اور سٹائلش انداز میں کٹے بے بی کٹ بال آگے ماتھے پر بکھرے تھے۔

"مس نایاب کر لیتی ہیں ہما وہ آپ کی بہتر مدد کروا سکتی ہیں" طلال نے نارمل سے انداز میں کہا۔

"آیئے آپ" طلال نے اس کے لئے جگ چھوڑی وہ اپنا بیگ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر ہما کی جانب آئی۔

"مس نایاب آپ انہیں ریگولر ایکسر سائز کروا رہی ہیں؟" ہما نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا جو اس کی سکھائی گئیں ورزشیں ماہرانہ انداز میں کروا رہی تھی۔ اور حیرت کی بات یہ تھی کہ جو کرختی اور درد کے تاثرات کچھ دیر پہلے خالدہ کے چہرے پر موجود تھے اب اس کی جگہ ہلکی مسکراہٹ نے لے لی تھی۔

"مس نایاب بہت بہترین لرنر ہیں انہوں نے کچھ ہی دن میں ورزشیں اچھے سے نہ صرف سیکھی ہیں بلکہ ماما کو ریگولر لی کروائیں بھی ہیں" اس سے پہلے وہ جواب دیتی، طلال بول پڑا جواب بھی وہیں موجود تھا۔

اس کے یوں کہنے پر ہبہ نے اسے تشکر آمیز نظروں سے دیکھا جبکہ ہما کے لب بھینچے گئے۔

"اچھا" یک لفظی جواب دیا گیا۔

"ماما کی طبیعت جتنی تیزی سے بہتر ہو رہی ہے اس کا کریڈٹ انہیں ہی تو جاتا ہے" طلال نے مسکرا کر کہا تھا۔

"نہیں سر یہ اللہ کا کرم ہے اس میں میرا کوئی کمال نہیں" ہبہ نے بھی مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر کہا۔

جانے کیوں ہبہ کی تعریفیں اور ان دونوں کا مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھنا ہما کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

اس نے بس ہلکا سا مسکرانے پر اکتفا کیا۔

"آنٹی اچھا محسوس کر رہی ہیں آپ؟" ہما نے پیشہ ورانہ مسکراہٹ سے خالدہ کو دیکھا۔ جو مسلسل ہبہ کو دیکھتی جا رہی تھیں

ZOHA ASIF

"میم مس ہما آپ سے کچھ پوچھ رہی ہیں" ہبہ نے نرمی سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

انہوں نے اس کے چہرے سے نگاہیں ہٹا کر ہما کو دیکھا اور پھر اشارے سے ہاں میں سر ہلایا۔ اور واپس اسی انداز سے ہبہ کو دیکھنے لگیں۔

"میم لائیں میں آپ کی ہینڈ ایکسر سائز کروادوں" اس نے ان کی ٹانگ احتیاط سے بیڈ پر رکھتے ہوئے کہا تھا۔

"چلیں مس نایاب آپ ماما کو ایکسر سائز کروائیں پھر ملاقات ہوتی ہے۔" طلال اسے خالدہ کے ہاتھوں پر دستانے چڑھاتے دیکھ کر وہاں سے چل دیا۔

ہما کو اپنا نظر انداز کرنا ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔

"چلو ہبہ پھر میں بھی چلتی ہوں، ظاہری طور پر یہاں میری ضرورت نہیں ہے" اس کے انداز میں کچھ تو ایسا تھا کہ ہبہ نے نا سمجھی سے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔

"ایسا کیوں کہہ رہی ہیں آپ؟" وہ مشین کا ٹائمر آن کر کے اس کے پاس چلی آئی تھی جو دروازے کی اوٹ میں کھڑی جانے کے لئے تیار تھی۔

"تمہیں ایک مخلص مشورہ دوں؟" یک دم ہی ہما بولی۔ اس کا لہجہ دھیما تھا مگر انداز اکھڑا ہوا۔

"جی؟" وہ حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"جتنا ہو سکے طلال سے دور رہنا، وہ اچھا انسان نہیں ہے" اس نے سرگوشی میں بات مکمل کی۔

"کیا مطلب؟" اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

"افففو۔۔ مطلب یہ کہ وہ پوری یونیورسٹی میں پلے بوائے مشہور تھا، اس نے ہزاروں لڑکیوں کے دل توڑے ہیں اس لئے کوشش کرو تم اس سے دور ہی رہو" ہمارازدارانہ انداز میں کہہ رہی تھی جبکہ ہبہ اسے تو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ حقیقت تھی جو ابھی آشکار ہوئی تھی اس پر۔

"مگر۔۔" اس نے طلال کی صفائی میں کچھ کہنے کے لئے لب کھولے ہی تھے کہ ہما نے اس کی بات درمیان میں کاٹی۔

"بڑی بہن ہونے کے ناطے سمجھا رہی ہوں ویسے بھی تمہاری اور اس کی کلاس بھی میچ نہیں کرتی" اب کی بار اس کی بات سے ہبہ کو بے عزتی محسوس ہوئی۔

"دیکھیں مس ہما ایسی کوئی بات نہیں ہے جس کے لئے آپ مجھے یہ سب سمجھا رہی ہیں، اور نہ ہی مجھے طلال سر میں کوئی دلچسپی ہے وہ صرف میرے باس ہیں اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

ہما نے گہری نظر اس کے چہرے پر ڈالی۔

"اور رہی بات یہ کہ انہوں نے اپنی گزشتہ زندگی میں کیا کیا اور کیا نہیں اس سے میرا کوئی لنک نہیں ہے، میرے اور ان کے تعلق کی نوعیت پروفیشنل ہے، اور وہ پروفشنل ہی رہے گی" ہبہ نے سنجیدگی سے کہا تھا اور کمرے میں جانے کے قدم بڑھائے مگر کچھ سوچتے ہوئے وہ واپس پلٹی۔ اور براہِ راست ہما کی نگاہوں میں جھانکتی بولی۔

"اور اگر ایسا کچھ ہو بھی تو آپ کو کیوں اتنا ایشو ہو رہا ہے؟ کہیں آپ انٹرسٹڈ تو نہیں ہیں طلال سر میں؟" اس کی بات پر ہما کو سانپ سونگھ گیا۔ ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے جو اس بات کی علامت تھے کہ اس کی چوری پکڑی جا چکی تھی۔

ہبہ نایاب اتنی بھی بیوقوف نہیں تھی جتنا سب اسے سمجھا کرتے تھے!

"امم۔۔ہاں۔۔ میں اور طلال بچپن کے دوست ہیں، اور ایک دوسرے کو بے حد پسند کرتے ہیں، جلد ہی شادی کا پلان ہے ہمارا اس لئے میں نہیں چاہتی کہ کوئی اور لڑکی اس کے قریب آئے" اس نے ہبہ کے سر پر بم پھوڑا، مگر وہ اپنے اندر کی بے چینی ہما پر ظاہر نہیں کر رہی تھی۔ بلکہ مطمعین تھی۔ چہرے پر اب بھی سکون ویسے ہی موجود تھا جیسے پہلے تھا۔

"بیسٹ آف لک دین، مگر جیسے ایک مخلص مشورہ آپ نے مجھے دیا میں بھی دینا چاہوں گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے ہما کو دیکھا۔

وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"اپنی انسیکیورٹی آپ کو مجھ سے نہیں طلال سر سے شئیر کرنی چاہیے کیونکہ تیسرا پرسن کبھی غلط نہیں ہوتا غلط وہ دوسرا انسان ہوتا ہے جو کسی بھی تیسرے شخص کو اپنے ریلیشن شپ میں گھسنے دیتا ہے!" ہبہ اس کو لاجواب چھوڑے واپس خالدہ کے پاس چلی گئی تھی جب کہ وہ غصے سے مٹھیاں بھینچتی باہر کی جانب چلی گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

وہ سب کیچن میں ہی موجود تھے جب طلال بخاری آفس کے لئے تیار، مسحور کن خوشبوئیں بکھیرتا اندر داخل ہوا۔

"آپ نے ماما کو ناشتہ کروادیا؟" طلال کی آواز پر عماد کی کسی بات پر ہنستے ہبہ نے اسے دیکھا۔

مروہ اور عدیل بھی وہیں کیچن میں موجود ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔

"جی مس ہما نے کہا تھا ایکسرسائز کے کچھ دیر بعد کھانا دینا ہے فوراً نہیں بس اس لئے نہیں لائی" ہبہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

طلال نے ہبہ کا چہرہ جانچنا چاہا، کوئی انہونی فیلنگ تھی جو اسے آئی تھی، آج اس کا لہجہ روز کی طرح نہیں تھا کچھ تو بدلا ہوا تھا۔

"کیا کچھ ہوا ہے؟" اس نے ہبہ کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

"او کی ہو گیا؟" عماد نے ان دونوں کے حد سے زیادہ سنجیدہ چہرے دیکھ کر تفریح میں کہا جس پر دونوں سے گھوری ملی۔

"ارے؟ کیوں صبح ہی صبح مزاج برہم ہیں دونوں کے؟" عماد نے طلال کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ باقی دونوں بس خاموشی سے ان تینوں کو دیکھنے لگے۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے عماد بھائی۔" اس نے مسکرا کر عماد کو دیکھا۔

"تو ساری سنجیدگیاں میرے لئے ہیں سنبھال رکھی ہیں محترمہ نے" عماد سے مسکرا کر بات کرتی ہبہ کو دیکھ کر طلال کا ایک نئی فیلنگ سے تعارف ہوا۔ وہ تھی "جیلسی"۔

"صابرہ کہاں ہیں ان سے کہو میرا ناشتہ بنادیں" اس نے ہبہ پر سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ابھی تک آئی نہیں۔۔ ہمیں تو ہبہ باجی نے منٹوں میں ناشتہ بنادیا" عماد کے کہنے پر طلال نے پھر سے ہبہ کو دیکھا جس پر اس نے اسے سرے سے نظر انداز کر دیا۔

"ہاں طلال بھائی ہبہ باجی نے اتنے مزے کا چیز آملیٹ بنایا تھا کہ میں تو فین ہی ہو گئی" مروہ کی بات پر اس نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

تو میرے گھر والوں کی خدمتیں کی جا رہی ہیں اور مجھے پوچھا تک نہیں۔ اس کا دل جلنے لگا۔ اور مزید پٹرول ڈالنے کا کام یہ تینوں کر رہے تھے۔

"وہ چھوڑو جو مجھے فرنچ ٹوسٹ بنا کر دیے تھے وہ زیادہ اچھے تھے" عدیل نے کہا تو طلال سے برداشت کرنا مشکل ہو گیا۔

"آپ کیوں بنا رہی ہیں سب کے لئے ناشتہ؟ صابرہ کہاں ہے؟" اس نے متانت سے پوچھا۔

"صابرہ آج لیٹ آئے گی اس کا بچہ بیمار ہے، ہم سب نے جلدی نکلنا تھا اس لئے ہبہ باجی نے ہی ہمیں بنا دیا۔ اینڈ ٹرسٹ میں بھائی میں تو شکر کر رہا ہوں صابرہ نے لیٹ آنا ہے ورنہ ہمیں ہبہ باجی کے ہاتھ کا بنا لزیز ناشتہ کیسے ملتا؟" عماد کے کہنے کی دیر تھی کہ اس کی برداشت کا پارا ہائی ہوا اور ساتویں آسمان تک جا پہنچا۔

لاشعوری طور پر اس کی نگاہ ان کے سامنے رکھیں خالی پلیٹوں پر پڑی، کیا اس کے لئے چھکنے تک تو کچھ نہیں تھا؟

اتنی جلدی وہ بنا کر کھا کیسے چکے تھے؟ کیا آج اس نے آفس کے لئے تیار ہونے میں اتنی دیر لگا دی تھی کہ ناشتہ ہی ختم ہو چکا تھا روز وہ اسی ٹائم تو ناشتہ کرتے تھے۔ الجھن سے اس نے اپنے ہاتھ پر بندھی رولیکس کی گھڑی پر نگاہ ڈالی، صبح کے 12 بج رہے تھے۔۔

اوہ۔۔ مجھے اتنی دیری کیسے ہو گئی آج۔۔ اچانک اسے اپنی مینیجر سے ہونے والی فون کال یاد آئی جو تقیباً آدھا گھنٹہ چلی تھی۔

اب تو وہ اوپر سے نیچے تک جل بھن چکا تھا۔ مینیجر کی تو آج خیر نہیں تھی۔

"مروہ پلیز صابرہ کو بلوا دو مجھے دیر ہو رہی ہے" اب طلال کے انداز و لہجے میں بھی غصہ اور جلن محسوس ہونے لگی تھی جسے بھامپ کر عماد دل ہی دل میں مسکرا دیا تھا۔

مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ اس کے اتنی بار کہنے کا مطلب بھی ہبہ نہیں سمجھی تھی یا شاید سمجھ کر انجان بن رہی تھی۔ کوئی تو وجہ لازمی تھی ورنہ وہ تو خود سب کے کام آنے کو ہر پل تیار رہتی تھی۔

"کیا یہ لڑکی واقعی مجھے اگنور کر رہی ہے؟" طلال نے جل کر سوچا۔

"ٹھیک ہے بھائی۔۔ میں دیکھتی ہوں، ویسے آپ بھی کبھی ہبہ باجی کے ہاتھ کا ٹرائے کیجیے گا، You will love it"
اس کے کہنے پر طلال نے سر ہلایا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے باہر کی جانب چل دیا۔

اور باقی سب دوبارہ سے اپنی خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔

☆☆☆☆☆

وہ یونی جانے کے لئے تیار، عدیل کا انتظار کرتے ہوئے پورچ میں کھڑی تھی، ہمیشہ کی طرح فریش، چہرہ میک اپ سے پاک تھا۔

وہ سیاہ رنگ کی لانگ فراک کے ساتھ سیاہ ہی رنگ کا چوری پاجامہ پہنے سادگی میں بھی بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ سر پر سلیقے سے سیاہ شیفون کا دوپٹہ سیٹ کیا گیا تھا۔

اس نے ایک نظر کلائی پر بندھی سادہ سی گھڑی پر ڈالی اور منہ کے زاویے بگاڑتی عدیل کو دیکھنے لگی۔ وہ ہمیشہ اسے دیر کروایا کرتا تھا۔ پھر بیزاری سے لان میں نگاہ دوڑائی تو عماد ٹہلتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے ایک نظر اسے دیکھ کر اگنور کرنا چاہا مگر کر نہیں سکی۔

ڈارک گرین کلر کے ٹریک سوٹ میں بکھرے بالوں اور پسینے کے قطروں سے بھرا چہرہ لئے ٹہل رہا تھا۔ شاید وہ ابھی ورزش کر کے فارغ ہوا تھا۔

اسی لمحے کسی نے بری طرح کندھے سے پکڑ کر اسے جھنجھوڑ ڈالا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو میں سارے گھر میں تمہیں ڈھونڈ رہی تھی؟" آتشی رنگ کی ساری میں ملبوس خوبصورتی سے تیار ہوئیں انعم اس کے سامنے موجود تھیں۔

"میں یونی۔۔" وہ کہنے لگی جب انعم نے اس کی بات کاٹی۔

"مجھے تمہاری زندگی اور معمول کے کاموں میں کوئی انٹرسٹ نہیں، بس مجھے یہ بتاؤ جو کام میں نے تمہیں کہا ہے وہ ہو رہا ہے یا نہیں؟" وہ کڑے تیوروں سے اسے گھورتے پوچھ رہی تھیں۔ فروہ نے ایک ترچھی نگاہ عماد پر ڈالی اس کے یوں دیکھنے پر انعم نے بھی پیچھے بظاہر ٹہلتے ورزش کرتے عماد کو دیکھا اور پھر اپنی آواز ذرا مدھم کی۔

"جی خالہ جان میں کوشش۔۔" دوبارہ سے الفاظ لبوں کی حدود تک رہے اور بات درمیان میں ہی کاٹی گئی۔

"بات سنو لڑکی؟ مجھے تمہاری کوشش نہیں چاہیے، مجھے رزلٹ چاہیے۔۔ایک ہفتے کا وقت دے رہی ہوں تمہیں میں۔۔مجھے ایک ہفتے میں وہ لڑکی آؤٹ چاہیے سمجھی؟" وہ غصے سے چیخی مگر عماد کی موجودگی کے باعث آواز ذرا دھیمی تھی۔

"جی میں۔۔" فروہ نے ایک نظر انہیں دیکھا جو سختی سے اس کا بازو دبوچے کھڑی تھیں۔

"You better do it otherwise it won't take me long to get you out of here" ان کے چبھتے الفاظ نے اسے ان چبھتے ناخنوں سے زیادہ تکلیف دی تھی جو اس وقت اس کے بازو پر دھنسے تھے۔

اسے وہیں آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے دیکھتا چھوڑ کر وہ آگے بڑھی تھیں اور اپنی گاڑی نکال کر بخاری ولا سے باہر نکل گئیں تھیں۔رہ گئی وہ جو بے یقینی، دکھ اور اذیت سے چور اپنی آنکھ کا نم کنارہ صاف کرتی واپس اندر چلی گئی تھی۔

اس بات سے یکسر انجان کے وہاں موجود ایک اور انسان ان کی ساری گفتگو سن چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

وہ ابھی بوتیک کی بلڈنگ میں داخل نہیں ہوئی تھیں کہ پارکنگ میں جانی پہچانی گاڑی دیکھ کر وہیں رک گئیں۔چہرے پر ہوائیاں صاف اڑی تھیں۔اس سے پہلے وہ نظر بچا کر وہاں سے اندر جاتیں اس گاڑی کے اندر سے دانتوں میں تیلی مارتا ایک شخص باہر نکلا۔

جس کے نکلتے ہی انعم بے ساختہ دائیں بائیں دیکھ کر یوں ظاہر کرنے لگیں جیسے انہوں نے تو اس شخص کو دیکھا ہی نہیں ہے۔

وہ مسکراتا ہوا بتیسی دکھاتا ان کے قریب چلا آیا۔

ZOHA ASIF

"کیسی ہو نیمی جی؟" پیلی شلوار قمیض پہنے وہ آدمی اس سے پوچھ رہا تھا جو یوں ظاہر کر رہی تھیں کہ آسمان میں کوئی نیا رنگ بکھر گیا تھا یا کوئی انہونی چیز ظاہر ہوئی ہو جس کا جائزہ لینے میں وہ ایسی مصروف تھیں کہ کوئی آواز ان کے کانوں میں نہیں پڑ رہی تھی۔

"بدلا میرے ہمراز کا رنگ" اس کے کہے جملے پر وہ کرنٹ کھا کر اسے دیکھنے لگیں۔ جانے کیوں "ہمراز" کے لفظ نے انہیں جھٹکا دیا تھا

"اوہ۔۔ تم؟ تم کب آئے؟" کمال اداکاری تھی مگر مقابل بھی کچا کھلاڑی نہیں تھا۔

"جب تم نے بیوقوفی چھوڑ کر عقل کو ہاتھ مارا تب" وہ اب بھی سرمے سے بھری نگاہیں اس کے چہرے پر گاڑھے ہوئے تھا۔

"نہیں تو۔۔ موسم۔۔ موسم اتنا اچھا ہے نا میں وہ دیکھ رہی تھی کہ معلوم ہی نہیں پڑا" چہرے پر اتنی معصومیت تھی کہ کوئی بخاری ولا سے انعم کو اس چہرے ساتھ دیکھتا تو ضرور انہیں انعم کی ہم شکل سمجھتا انعم نہیں۔

"بیکار کی باتیں چھوڑو کام پر آؤ" وہ تیلی سائیڈ پر پھینکتا یک دم سنجیدہ ہوا۔ انعم گھبرا گئی۔

"کک۔۔ کیا کام کی بات؟" خوف سے پوچھا گیا۔

"چند روپیوں کی ضرورت ہے۔ وہ دے دو مجھے" اس نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

انعم نے ساکت نظروں سے اسے دیکھا۔ کچھ دن میں ان کا فیشن شو تھا وہ ہر گز کوئی کمی نہیں چھوڑ سکتی تھیں اس میں۔

"مگر۔۔ میں کہاں سے دوں؟" انعم نے بے ساختہ پوچھا۔

ان کی بات پر وہ انسان ہنسنے لگا۔

"کمال کرتی ہو نیمی جی۔۔ کڑوڑوں کی جائیداد کی مالکن بنی گھومتی ہو اور چند روپے نہیں دے سکتی اپنے یار کو" اس نے سلگانے والے لہجے میں کہا اور وہ اس لفظ پر سلگ ہی تو گئیں تھیں۔

"دیکھو مزاق اپنی جگہ مجھے ایسی بد تمیزی نہیں پسند" وہ غصے سے کہتے جانے لگیں جب اس شخص نے ان کی کلائی تھامی۔ وہ حیرت سے پلٹی تھیں نظر پہلے اپنے گورے ہاتھ پر رکھے اس مردانہ گندمی ہاتھ پر گئی اور پھر اس کے چہرے پر جو اسے یونہی محظوظ نگاہوں سے تک رہا تھا۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ؟" دبے دبے لہجے میں احتجاج تھا۔

"جو کہا ہے ایک ہفتے تک کر دینا ورنہ دیکھ لینا۔" ایک آنکھ دباتا اسے کہہ کر وہ ہاتھ چھوڑ چکا تھا۔ اور پھر جیسے خاموشی سے آیا تھا ویسے ہی خاموشی سے اپنی گاڑی میں جا بیٹھا تھا۔

اس کے ہاتھ چھوڑتے ہی انعم نے اپنا ہاتھ زور زور سے رگڑا تھا جیسے اس کے لمس کو دھو دینا چاہتی ہوں۔ اور واقعی ہی بوتیک میں جاتے ہی انہوں نے سب سے پہلے اپنا ہاتھ شدید انداز سے دھویا تھا، اتنی بار مسلا تھا کہ ہاتھ پورا سرخ ہو چکا تھا مگر ان کی تسلی نہیں ہوئی تھی۔

اس غلیظ انسان کا کچھ کرنا پڑے گا ورنہ یہ مجھے کہیں کا نہیں چھوڑے گا، وہ کسی اچھے لائحہ عمل کی تلاش میں تھیں کچھ ایسا جو اس کا منہ بھی بند کروا دے اور وہ اس مصیبت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جان چھڑوا لیں۔

اور کون جانے وہ لائحہ عمل انہیں جلد ملنے والا تھا، اپنے ہی گھر سے۔۔ اپنے ہی خاندان سے۔۔

دماغ میں ہزاروں سوچے لئے وہ اپنے آفس میں آئیں تھیں اور ریوالونگ چیئر پر بیٹھی مسلسل سوچتی جا رہی تھیں، ذہن میں سوچوں کا طلاطم خیز شور مچا تھا اور انہیں کسی بھی حال میں اس ساری مصیبت سے جان بچانی تھی۔

☆☆☆☆☆

جاری ہے۔